

# مکی و مدنی دور رسالت کے عدالتی نظام کا موازنہ

ڈاکٹر صاحبزادہ باز محمد \*

## Abstract

*Judiciary is the back bone of any society and One of the most important Pillars of the State. The entire system of the world is based on the Justice and balance; as Allah almighty says in The holy book Quran. وَالسَّمَاءُ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ. أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ The following Verses connotes the scope and significance of the justice and without it there won't be any uniformity and smooth order in the universe and the same importance was Completely implemented in the Period Of the holy Prophet Muhammad ﷺ and This Period consists of Makki and Madani period. These splendid periods are the complete code of conduct for the entire world. The comparison of the following era provide the solution Complicated problems of the justice in the modern times.*

کسی بھی معاشرتی تنظیم کی بقا و ارتقا کا ضامن عدلیہ ہوتا ہے جو دنیا کی اقوام میں اپنے طور پر قائم رہا ہے۔ عرب قبائل میں بھی عدلیہ کا ادارہ قائم تھا۔ جو لوگوں کے باہمی تنازعات کا فیصلہ کر کے معاشرے میں توازن برقرار رکھنے کا کام کرتا تھا مکی و مدنی دور کی عدلیہ کا موازنہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے قبل از اسلام عدلیہ کے کردار کا مکہ و مدینہ میں جائزہ لیا جائے، تاکہ درست سمت میں مطلوب و مقصود کا حصول ممکن ہو سکے۔

## قبل از اسلام مکہ و مدینہ کا عدالتی نظام:

قبل از اسلام کے دور کا اگر جائزہ لیا جائے تو بنیادی طور پر عرب معاشرہ ایک قبائلی معاشرہ تھا۔ جس میں کوئی باقاعدہ منظم حکومت نہ تھی اور نہ ہی کوئی بادشاہ موجود تھا جو ملکی امور کا انتظام کرتا۔ عدلیہ کے شعبہ کے لیے بھی کوئی باضابطہ نظام نہ تھا۔ بل کہ اہل مکہ اپنے تنازعات کے تصفیے کے لیے کسی قبائلی رہنما یا کابن اور صاحب اصابت رائے رکھنے والے کی طرف رجوع کرتے تھے۔

قبل از اسلام کے عدالتی نظام کو پروفیسر رفیع اللہ شہاب اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں :

”سردار کے علاوہ ہر قبیلے کا ایک قاضی بھی ہوتا تھا جسے وہ حکم کہتے تھے۔ وہ قبیلے کے مختلف افراد کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ قبیلے کے رسم و رواج اور اپنے تجربات کے مطابق کرتا تھا۔ چنانچہ کتاب الاغانی میں زمانہ جاہلیت کی مشہور شخصیت اکثم بن صیفی کے متعلق لکھا کہ وہ بھی ایک ایسے ہی قاضی تھے، زمانہ جاہلیت کے عرب، اس کی سمجھ کے مقابلے میں کسی کی سمجھ کو اور اس کے فیصلے کے مقابلے میں کسی کے فیصلے کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔ عربی ادب کی کتاب میں تلاش کرنے سے ہمیں نظر آتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عرب کبھی تو اپنے تنازعات کے فیصلوں کے لیے قبیلے کے سردار کے پاس جاتے تھے، اور کبھی اس مقصد کے لیے کابن کا دروازہ کھٹکاتے تھے۔ بعض اوقات وہ ایسے شخص سے بھی اپنے تنازعات کے فیصلے کے لیے درخواست کرتے تھے جو عمدگی رائے اور اصابت رائے میں ان کے ہاں مشہور ہو جاتا تھا۔ ان تینوں ہستیوں یعنی سردار قبیلہ، کابن اور اصابت رائے والے شخص میں سے ہر ایک خصوصیت کے ساتھ کس کس قسم کے معاملات میں فیصلے دیتا تھا، اس کے لیے فاصلہ حدود مقرر کرنا نہایت ہی دشوار ہے بل کہ ہمیں تو اس امر میں بھی شک ہے کہ ایسی کوئی فاصلہ حدود موجود بھی تھیں یا نہیں۔ بس مختلف لوگ اپنے اپنے مزاج کے قاضیوں کے پاس اپنے مقدمات لے جاتے تھے۔“

یہ قاضی یا حکم کسی مدون قانون یا مقررہ قواعد و ضوابط کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تھے، بل کہ وہ اپنے فیصلوں میں قبائل کے عرف اور رسم و رواج ہی کی طرف رجوع کرتے، جو کبھی تو تجربات پر مبنی ہوتے تھے، اور کبھی ان کے اپنے اعتقادات پر، بعض اوقات یہ فیصلے ان احکامات پر مبنی ہوتے تھے، جو یہودی مذہب کے ان تک پہنچ گئے تھے۔ اس جاہلی قانون کا جو عرف اور رسم و رواج پر مبنی ہوتا تھا۔ کوئی معاوضہ مقرر نہیں تھا۔ تنازع کے فریقین اس امر پر مجبور نہیں تھے کہ وہ فیصلے کے لیے ضرور کسی قاضی یا حکم کے پاس جائیں اور اس کے فیصلے کو لازماً تسلیم کریں۔ اگر وہ فیصلے کے لیے کسی کے پاس جاتے تھے تو

\* چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ بلوچستان

یہ ان کی اپنی مرضی پر منحصر تھا۔ قانونی طور پر یا رسماً وہ اس کے لیے مجبور نہیں تھے۔ پھر جب فیصلہ صادر ہو جاتا تو فریقین کا جی چاہتا تو اسے تسلیم کر لیتے، جی نہ چاہتا تو تسلیم نہ کرنے پر انہیں سارے قبیلے کی ناراضی ضرور مول لینا پڑتی تھی۔<sup>1</sup>

مذکورہ بالا اقتباس سے قبل از اسلام عرب میں عدلیہ کے بنیادی خدوخال کا پتہ چلتا ہے۔ اس کی نوعیت اور طریقہ کار (میکنزم) پر روشنی پڑتی ہے۔ قبل از اسلام عرب میں عدلیہ اپنے معروضی حالات کے تقاضوں کے مطابق سرگرم تھی۔ عدلیہ کا جائزہ اس مقصد کے لیے پیش کیا گیا تاکہ مکی و مدنی دور میں عدلیہ کے نظام کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔ اور اسلامی عدلیہ پر اس دور کی عدلیہ کے اثرات کے پیش نظر مکی و مدنی دور کی عدلیہ کا درست خطوط پر موازنہ پیش کیا جاسکے گا۔

### مکی دور رسالت میں نازل ہونے والے عدالتی قوانین

مکی و مدنی دور رسالت کی عدلیہ کے نظام کو بہتر طور پر بنیادی ماخذ (قرآن) ہی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ ان ادوار کا موازنہ عدلیہ کے ضمن میں نازل ہونے والے بنیادی و اساسی تعلیمات کے تناظر میں پیش کیا جائے گا۔

ذیل میں مکی دور رسالت میں نازل ہونے والی عدالتی امور سے متعلق آیات پیش کی جارہی ہیں جن سے مکی دور رسالت میں عدالتی امور کے موازنہ میں مدد ملے گی اور مکی دور رسالت میں عدالتی امور میں نازل ہونے والے احکام کا بطور عبوری و اساسی اور پھر مدینہ میں اس کے عملی نفاذ اور باقاعدہ اس پر تشکیل پانے والی عدلیہ کا جائزہ لینے اور اس کی درست نوعیت جاننے میں مدد ملے گی۔

”وَالسَّمَا رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ . أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ . وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ“ □

اسی نے آسمان کو بلند کیا اور اس نے ترازو رکھی۔ تاکہ تم تولنے میں تجاوز نہ کرو۔ انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کم نہ دو۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

” إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُم لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ“ □

اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

” وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَأَنْكِفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ“ □

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول پوری پوری کر انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو، گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکید کی حکم دیا ہے۔“

” قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ.....“ □

آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا۔

” وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ.....“ □

اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے، سو جب ان کا وہ رسول آچکتا ہے ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

” وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا“ □

اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ہرگز ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے بے شک وہ مدد کیا گیا ہے۔“

مذکورہ بالا مکی دور میں نازل ہونے والے عدالتی احکامات کی نوعیت کی وضاحت ہوتی ہے۔ مکی دور میں نازل ہونے والی آیات اساسی نوعیت کی حامل آیات ہیں جس سے اسلامی عدلیہ کے تمام (اصول و مبادی) طے پاتے ہیں۔ ان آیات سے آزاد و باوقار عدلیہ کا اساسی ڈھانچہ تشکیل پاتا ہے۔ انہی اصولوں کے پیش نظر مکی دور میں پیش آنے والے تنازعات کا تصفیہ اور اس اساسی قانون کی تشریحات رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔

### عدلیہ کی آزادی :

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

عدلیہ حکومت کا اہم ترین شعبہ ہے کسی بھی حکومت میں عدلیہ کو ممتاز حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ قانون کی تشریح کرتی ہے اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دیتی ہے۔ اگر عدلیہ اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہ دے تو معاشرے کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے۔ لیکن عدلیہ اپنے فرائض سے اسی صورت میں صحیح طور پر عہدہ برآ ہوسکتی ہے اگر وہ کسی بھی قسم کے دباؤ سے آزاد ہو۔

موجودہ دور میں مہذب و متمدن عدلیہ آزاد عدلیہ کو ہی کہا جاتا ہے عدلیہ کے قیام کی اولین شرط آزادی ہے جس ریاست

کی عدلیہ آزاد ہوتی ہے وہاں لوگوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں مکی دور میں نازل ہونے والی مذکورہ آیت میں عدلیہ کی اسی آزادی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو کہ عدلیہ کے لیے اساسی حیثیت کی حامل اصول ہے۔ اور اس کے بغیر عدلیہ کے قیام اور پھر اس کے تقاضوں کا حصول ممکن نہیں ہے۔ عدلیہ کی آزادی کا یہ اساسی اصول مکی دور ہی میں نازل ہوا اور عدلیہ کا ابتدائی خاکہ مکی دور رسالت ہی میں تشکیل پایا۔

### اسلامی عدلیہ کے فرائض کا مکی دور رسالت میں تصور کا اجمالی جائزہ:

عدلیہ کے اولین فرائض سے عدل و انصاف کا قیام، حقوق کا تحفظ جیسے حق زندگی، تحفظ مال وغیرہ ان جملہ فرائض کے اساسی اصول و ضوابط جن کی بنا پر پورے اسلامی عدلیہ کا ڈھانچہ تشکیل پانا تھا مکی عہد میں طے پا گئے۔

### قانون سازی :

”وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قَضَىٰ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ“

اسلامی عدلیہ کا ایک فریضہ قانون شرعی کے واضح نہ ہونے کی صورت میں قانون کی تشریح کرنا بھی ہے یا کوئی ایسا مقدمہ سامنے آجائے جس کے متعلق شریعت خاموش ہو تو قاضی (جج) اپنی مجتہدانہ بصیرت کو کام میں لاتے ہوئے اسلامی احکامات کی پوری روح کو اپنے سامنے رکھ کر قانون سازی کرتا ہے۔ حدود کے علاوہ تعزیرات قاضی کی ایما پر ہوتے ہیں۔ اسلامی عدلیہ کے اس اہم فریضہ کی طرف مکی دور میں نازل ہونے والی مذکورہ بالا آیت کے ذریعے اشارہ ملتا ہے۔

### آئین شرعی (قانون و حدیث، اجماع و قیاس) کی محافظ:

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُم لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

مذکورہ بالا آیت قرآنی آئین شرعی سے بغاوت کرنے والوں کے لیے ایک اصولی حکم موجود ہے جو اسی عدلیہ ہی کے ضمن میں نازل ہوا ہے۔ اسی طرح عدلیہ آئین شرعی کی تشریح کرتے ہے۔ اور مختلف اداروں کے باہمی فرائض و حقوق کو قانون شرعی کے دائرہ میں لاتی ہے۔ یہ اساسی و اصولی حکم بھی مکی دور میں نازل ہوا جو شرعی عدلیہ کے طریق کار اور ڈھانچہ کی مکمل وضاحت کرتا ہے۔

ان احکامات کا مقصد اسلامی جماعت کی تنظیمی تربیت تھی۔ اور انہیں اس جماعت کو اس قابل بنانا تھا کہ وہ اسلامی عمارت (ریاست) کے بنیادی لوازمات اور اصولوں سے آشنا ہو کر مستقبل میں

اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں سے بھر پور فائدہ اٹھا کر اسلامی مشن کی تکمیل کر سکے جو ”تکمیل دین“ کا غماض ہو۔ پھر یہ حقیقی ماڈل تاقیامت آنے والی نسلوں کے لیے رہنمائی کر سکے۔ اسی بنا پر مکی دور میں اسلامی معاشرہ کی تنظیم سازی کے لیے احکامات کا نزول ہوتا رہا جیسا کہ اوپر بتایا گیا کہ اس سے مقصود اہل ایمان کی تنظیمی تربیت تھی تاکہ وہ مدینہ میں قائم ہونے والی خلافت الہی کو چلانے کے اہل ہوسکتیں۔ مکی دور میں فکری بنیادوں پر اسلامی جماعت کی تربیت کی گئی۔

### مدنی عہد رسالت میں عدلیہ کا تنظیمی ڈھانچہ

مدنی دور اسلام کے عروج و غلبے کا دور تھا۔ مدینہ میں اسلام کے تنظیمی امور کے عملی نفاذ کے لیے سازگار فضا میسر آگئی تھی۔ مکی دور میں عقائد و عبادات کی آیات کے نزول کے ساتھ ساتھ انتظامی و قانونی امور کے لیے بھی ابتدائی نوعیت کی نظری آیات کا نزول ہوتا رہا۔ جس کا مقصد صحابہ کرام کی فکری تربیت تھی۔ جب کہ اس کے برعکس مدینہ کی شکل میں اہل ایمان کو ایک اسلامی حکومت میسر آگئی۔ جس کے منتظم خود آپ ﷺ کی ذات اقدس تھی۔

مدنی دور میں عدلیہ کی سرکاری سطح پر تنظیمی تشکیل ہوئی اور بالفعل عدلیہ کے شعبے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ قضاة کا تقرر ہوا اور اسلامی ریاست کی وسعت کے پیش نظر ہر علاقے کے لیے علیحدہ علیحدہ قاضیوں کا تقرر ان کی علمی فضیلت اور مجتہدانہ بصیرت کے پیش نظر کیا گیا۔ جن فکری بنیادوں کی طرف مکی دور میں اشارہ کیا گیا اور عدلیہ کے لیے جن اساسی احکام کا نزول ہوا انہی خطوط پر مدینہ میں عدلیہ کے شعبہ کا قیام عمل میں آیا۔ عدلیہ کے لیے باقاعدہ طور پر احکام کا نزول مدینہ میں مزید صراحت اور عملی نفاذ کے حوالے سے ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ عدالتی احکام کے ضمن میں قرآن حکیم میں فرماتے ہیں :

”وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ“<sup>۱۱</sup> □

اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتے ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اگر لوٹ آئے تو پھر عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں مکی دور میں نازل ہونے والی آیت کے برعکس اسلامی عدلیہ کے مکمل اختیار کی وضاحت ہوتی ہے اور عدلیہ کے پورے تنظیمی ڈھانچہ اور طریقہ کار پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلامی عدلیہ جو کہ حکومت الہیہ کا ایک اہم شعبہ ہے کو مکمل طور پر اختیار ہونا چاہیے۔ اس آیت سے اس دور میں قائم عدلیہ کے واضح رہنمائی موجود ہے کہ عدلیہ کا کام لوگوں کے باہمی تنازعات کا تصفیہ کر کے امن کو یقینی بنانا ہے اگر پھر بھی وہ گروہ باز نہ آئے تو ایسی صورت میں اسلامی حکومت کا انتظامی شعبہ پوری قوت سے باغی گروہ کو اس کی فساد انگیزی سے روکنے کے لیے قتال کرے گا۔

مکی دور میں اس قسم کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی کیوں کہ مکی دور میں اسلامی جماعت کمزور تھی اور ان کے پاس باقاعدہ ریاست کی قوت موجود نہ تھی جس سے وہ احکامات الہی کا نفاذ کرتے۔ عدلیہ کے ضمن میں علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب میں ان الفاظ میں روشنی ڈالتے ہیں:

”آپ ﷺ کے عہد مبارک میں عہدہ قضاة قائم ہو چکا تھا اور حضرت علیؓ اور حضرت معاذ بن جبل کو آپ ﷺ نے خود یمن کا قاضی مقرر فرما کے بھیجا تھا۔ تاہم مدینہ اور اس کے حوالی و مضافات کے تمام مقدمات کا آپ ﷺ خود فیصلہ فرماتے تھے اس کے لیے کسی قسم کی روک ٹوک اور پابندی نہ تھی۔ امام بخاری ایک خاص باب باندھا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔“<sup>9</sup>

باب ما ذکر ان النبی ﷺ یکن لہ بواب یعنی آنحضرت ﷺ کے دروازے پر کوئی دربان نہ تھا۔

اس بنا پر گھر کے اندر بھی آپ ﷺ اطمینان و سکون کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے تھے، عورتوں کے معاملات عموماً زنان خانہ ہی میں پیش ہوتے تھے۔ احادیث کی کتابوں میں آپ ﷺ کے فیصلوں کا اتنا ذخیرہ موجود ہے کہ اگر ان کا استقصاء کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو جائے۔ عموماً احادیث کی کتاب البیوع میں دیوانی کے مقدمات اور کتاب القصاص والدیات وغیرہ میں فوجداری کے مقدمات مذکور ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے مدینہ میں قائم عدالتی شعبہ اور اس کے طریق کار پر روشنی پڑتی ہے۔ جس سے مکی و مدنی دور کی عدلیہ کا واضح خاکہ سامنے آجاتا ہے، اسلامی عدلیہ کے تمام بنیادی خدو خال واضح ہو جاتے ہیں، مدنی دور میں حکومتی اداروں کے قیام اور ان کے ذریعے قوانین کے نفاذ کے تمام عملی پہلو واضح ہو جاتے ہیں جو کہ اسلامی نظام کے لیے واجب الاتباع ہیں۔ انسان کامل ﷺ کے مصنف ڈاکٹر خالد علوی اپنی کتاب میں اسلامی عدلیہ کی وضاحت کرتے ہوئے فوجداری نوعیت کے مقدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

” اگرچہ قرآن مجید میں تمام جرائم گنوائے گئے ہیں اور ہر جرم کی سزا متعین کی گئی ہے تاہم رسول اکرم ﷺ نے فوجداری

قانون کے ایسے اصول متعین کیے ہیں جو قانون کی تاریخ و ادب میں نہایت قیمتی اثاثہ ہیں۔ مثلاً: ۱۔ اگر کسی حاملہ عورت کے خلاف جس کے رحم میں بچہ ہو سزا صادر ہو تو سزا کی تعمیل میں بچے کی ولادت وقت تک تاخیر کی جائے، تمام ملکوں میں یہ قانون آج بھی رائج ہے۔ ۲۔ آپ ﷺ نے ایسے مقدمات میں سمجھوتے کی اجازت نہیں دی جن کے بارے میں جرم کی سزا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدکاری کی اور اسے تاوان ادا کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے تاوان واپس کرنے کے لیے حکم دیا اور مرد کو مقرر سزا دی گئی۔ ۳۔ آپ ﷺ نے بیوی کو یہ اجازت دی کہ وہ اپنے خاوند کی جیب میں سے اس کی اجازت کے بغیر اتنی رقم نکال لے جو گھر کے اخراجات پورے کرنے کے لیے ضروری ہو اسے چوری تصور نہیں کیا۔ ۴۔ آپ ﷺ نے فوجداری مقدمات میں پیش آنے والی سفارشات کی مذمت کی اور فرمایا کہ جو بھی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ سزاؤں میں ذرا نرمی برتنے کی سفارش کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔“<sup>10</sup>

مذکورہ بالا اقتباس سے مدنی دور میں عدلیہ کی انتظامی تشکیل و تنظیم پر روشنی پڑتی ہے اور اس کی نوعیت کی وضاحت ہوتی ہے اور مکی دور میں تمام اصولی و کلی احکام کی واضح جھلک اس دور میں نظر آتی ہے۔ جس میں فکری بنیادوں پر عدلیہ کی تنظیم سازی ہوئی۔ نیز اس اقتباس سے نبی کریم ﷺ کی بطور قاضی مقدمات کے فیصلوں کے لیے ذاتی اجتہاد پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ جو کہ ایک قاضی کی لازمی خصوصیت ہے۔ تعزیری قوانین کا اجرا بھی اسی دور میں ہوا جس میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام کا اجتہاد بھی شامل ہے۔

### مکی و مدنی دور رسالت میں عدلیہ کا موازنہ :

۱۔ مکی دور رسالت میں عدلیہ کے اساسی اصولوں کے نزول سے مقصود صحابہ کرام کی صلاحیتوں کو کام میں لا کر قائم ہونے والی عدلیہ کو چلانے کے قابل بنانا تھا۔

۲۔ مکی دور میں عدالتی قوانین و احکامات کے نزول سے مقصود صحابہ کرام کی صلاحیتوں کو کام میں لا کر قائم ہونے والی عدلیہ کو چلانے کے قابل بنانا تھا۔

۳۔ مکی دور میں قضاة کا کوئی عہدہ باقاعدہ طور پر موجود نہ تھا۔

جب کہ مدنی دور میں عدلیہ کا باقاعدہ آغاز ہوا اور اس ادارے کے قیام کے لیے قانون سازی ہوئی۔

جب کہ مدنی دور میں مکی دور کی فکری بنیادوں پر عدلیہ کا قیام عمل میں آیا اور حدود و تعزیرات کا مختلف مقدمات میں اجرا ہوا۔

جب کہ مدنی دور میں قاضیوں کا تقرر ہوا اور قضاة کے لیے شرائط مقرر ہوئیں۔ اور اسلامی ریاست کی وسعت کے پیش نظر مختلف علاقوں کے لیے قضاة کے عہدوں پر تقرریاں ہوئیں۔

## خلاصہ بحث :

عدلیہ کے شعبے میں آگے کی پیش رفت اور عدالتی امور میں پیچیدگیوں کے پیش نظر مکی و مدنی ادوار کا موازنہ عدالتی مسائل کے حل میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان ادوار کے دقیق اور عمیق تجزیے و موازنے سے نہ صرف عدالتی امور اور عدلیہ کے ڈھانچے کو اسلامی اصولوں کی روح کے عین مطابق تشکیل دیا جا سکے گا بل کہ معاشرے میں عدلیہ کے شعبے کے بگاڑ کے باعث رونما ہونے والے فساد سے بھی نجات مل سکے گی۔

## حوالہ جات:

- 1 شہاب، رفیع اللہ (پروفیسر)، اسلامی ریاست کا عدالتی نظام، (لاہور: قانونی کتب خانہ ۱۹۹۸) ص ۱۸ تا ۲۰
- 2 الرحمن (۵۵): ۹-۷
- 3 النحل (۱۶): ۹۰
- 4 الانعام (۶): ۱۵۲
- 5 الاعراف (۷): ۲۹
- 6 یونس (۱۰): ۳۷
- 7 بنی اسرائیل (۱۷): ۳۳
- 8 الحجرات (۴۹): ۹
- 9 شبلی نعمانی (علامہ)، سیرۃ النبی ﷺ، (لاہور: مکتبہ مدنیہ، ۱۹۹۹) ج ۲، ص ۳۱
- 10 علوی، خالد (ڈاکٹر)، انسان کامل، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب ۲۰۰۱)۔ ص ۳۶۷۔

